رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود)

الحکم

ہفتہ وار

قادیان

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسؤل
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۱۰ر
امراء و رؤسا سے ھ
معاونین سے عہ
عوام سے صہ ر
ممالک غیر سے ۱۲ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل و کرم سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ
۲ر

جلد ۴۰ مورخہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ء مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء یوم یکشنبہ نمبر ۸-۹

کرو پوری الحکم کی ہر ضرورت

بیاں کیا کریں تیری الحکم مدحت -
لکھے خوبیاں تیری ہے کس کی جرأت
فلک پر ستارے نظر آئیں جتنے -
یقیناً ہے ان کی بھی اتنی ہی کثرت
نہیں کر سکا کوئی اختر شماری
گنے خوبیاں تیری پھر کس میں طاقت
کہا تجھ کو بازو مسیح الزماں نے
خدا کی قسم تو ہوا وہی ثابت
کئی بار تجھ کو مصائب نے گھیرا
خدا نے مگر ہر دفعہ بخشی نصرت
ہے ہر احمدی تیرا شیدا و والہ
عدوانِ دیں پہ تیری چھائی ہیبت
جہاں پہ تو شمس و قمر بن کے چمکا -
رہے گا تو روشن سدا تا قیامت
شواہد ہیں اس بات کے تیرے فائل
جو ہیں کاغذی دنیا میں ایک نعمت
لپیٹے گئے کاغذوں میں ہیں گوہر
ملے دیکھنے سے جنہیں دل کو راحت
اٹھو احمدیو کمر کس لو اپنی
دل و جاں سے الحکم کی کر لو خدمت
فدا اپنا سب نقدِ جاں اس پہ کر دو
ملے نہ ملے پھر خدا جانے مہلت
ہاں تم جوشِ قربانی اپنا دکھا دو
کرو پوری الحکم کی ہر ضرورت
الحکم اپنی ڈیوٹی پہ حاضر رہا ہے
گو اکثر دفعہ اس نے دیکھی ہے غربت
ہاں احسانِ محسن نہ دل سے بھلاؤ
سکھاتی نہیں تم کو یہ احمدیت
یہ اپنی خدا سے اے اشرف دعا ہے
بڑھے ہر طرف الحکم کی قدر و قیمت (آمین)

چوہدری محمد علی خاں اشرف پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بہرام پور

خریداران الحکم سے معذرت

میں افسوس سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں یہ پرچہ دو ہفتہ کے بعد تیسرے ہفتہ میں شائع کر رہا ہوں پہلے ہفتہ میں یک بیک بیمار ہو گیا۔ اور دوسرے ہفتے فوری طور پر مجھے کیریاں ضلع ہوشیارپور سلسلہ کے ایک کام جانا پڑا جس کی وجہ سے پرچہ وقت پر نکل نہ سکا۔ آئندہ انشاء اللہ اس کمی کو پورا کرنے کی سعی کرونگا۔ یہ پرچہ تاریخوں کے درست رکھنے کے لئے تین نمبروں کا قائمقام تصور کیا جائیگا۔ والسلام

محمود احمد عرفانی

ایک تاریخی واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے متعلق

نواب ضیاء الدین احمد خاں (لوہارو) کا بیان

(از جناب مالک رام صاحب ایم اے دہلی)

چند دن ہوئے میں ابوالمعظم نواب سراج الدین احمد خاں صاحب سائل کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ جناب سائل مدظلہ خاندان (لوہارو) کے چشم وچراغ ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۷۶ برس سے زیادہ ہے۔ چونکہ ان کے والد نواب شہاب الدین احمد خاں ثاقب کی وفات عین عنفوان شباب میں ہوگئی تھی۔ اس لئے ان سب بھائی بہنوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت ان کے دادا نواب ضیاء الدین احمد خاں کی زیر نگہداشت ہوئی۔ نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب مرحوم نہائت فاضل اور علوم مشرقیہ کے باخبر عالم تھے وہ اردو اور فارسی دونوں زبانوں کے نغز گو شاعر بھی تھے۔ اردو میں نیّر اور فارسی میں رخشاں تخلص کرتے تھے۔ مرزا غالب کے نہایت محبوب شاگرد تھے غالب نے زین العابدین خاں عارف کا جو مرثیہ لکھا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل شعر میں نیّر سے نواب ضیاء الدین احمد خاں ہی کی طرف اشارہ ہے ؎

مجھ سے تمہیں نفرت سہی نیّر سے لڑائی
بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

ملازم نے باہر کا کمرہ میرے لئے کھول دیا۔ جناب سائل مدظلہ آئے اور فرمانے لگے۔ اندر مہمان ہیں۔ آج ہمیں باہر ہی بیٹھنا پڑے گا۔ میں نے پوچھا کہیں باہر سے کوئی لوگ آئے ہیں کیا؟ فرمایا ہاں لیڈی ذوالفقار علی خاں صاحب اور ان کی بعض عزیز مستورات آئی ہیں۔ لیڈی ذوالفقار علی خاں جناب سائل مدظلہ کے بڑے بھائی نواب بہاء الدین خاں صاحب مرحوم کی صاحبزادی ہیں۔ اب گفتگو کا سلسلہ جو شروع ہؤا تو مالیر کوٹلہ خاندان مالیر کوٹلہ۔ نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب مرحوم اور ان کے چاروں بھائیوں سے ہوتا ہؤا نواب محمد علی خانصاحب قبلہ تک پہنچا۔ اور آخر میں وہاں سے گریز ہوکر احمدیت کے متعلق بات چیت ہونے لگی؛

میں نے جناب سائل مدظلہ سے پوچھا آپ نے حضرت مرزا صاحب کو تو دیکھا ہوگا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ نہایت شاندار شخص تھے۔ ان کی دوسری شادی کی تقریب میں جو یہاں دہلی میں ہوئی میں بھی شامل تھا۔ بلکہ زیادہ درست تو یہ ہے کہ میر ناصر نواب مرحوم سے ہماری کچھ دُور کی عزیزداری بھی تھی۔ میں نے پھر پوچھا آپ کا ان کے دعاوی کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا میرا عقیدہ یہی ہے کہ خاتم النبیین کی رو سے نبوت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اور اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میں نے کہا اور آنے والا مسیحؑ؟ "وہ محض ہمارا امام ہوگا نبی نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا نبی اللہ تو انہیں خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا ہے۔ کہنے لگے میں مباحثہ نہیں کرنا چاہتا اور تم کیا جانو ان باتوں کو۔ بھلا اس کا جواب میں کیا دے سکتا تھا۔ ادب سے چپ رہا؛

اس کے بعد فرمانے لگے ۱۸۸۲ء یا ۱۸۸۳ء کا واقعہ ہے۔ ان دنوں میری عمر ۲۰-۲۱ برس کی ہوگی۔ میری بہن کی شادی ہونے والی تھی۔ نواب صاحب نے مجھے فرمایا کہ لدھیانہ جاؤ اور اپنے ماموجان کو شادی کا بلاوا دے آؤ۔ میں حسب الحکم وہاں گیا۔ ان دنوں براہین احمدیہ کا ہر جگہ چرچا تھا۔ ایک مجلس میں اس کے متعلق جو گفتگو ہوئی۔ تو مجھے اس کے متعلق شوق پیدا ہؤا۔ میں نے بازار سے اس کی پہلی جلد منگوائی۔ میں لدھیانہ میں دو ایک روز ہی ٹھہرا۔ اور اس اثناء میں مشکل سے چند صفحے پڑھ سکا۔ مگر جتنا کچھ بھی میں نے پڑھا۔ اس سے میرا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا۔ میں نے ملازم سے کہا۔ کہ جاؤ باقی تینوں جلدیں بھی بازار سے خرید لاؤ۔ وہ خالی ہاتھ لوٹا اور کہنے لگا حضور کتاب نہیں ملی۔ دکاندار کہتا ہے ختم ہوگئی ہے۔ اس پر میں نے ماموں جان سے کہا کہ باقی تینوں جلدیں جس قدر جلد ممکن ہو لے کر مجھے دہلی بھجوا دیں۔ اور خود دہلی واپس چلا آیا؛

دہلی پہونچنے کے چند دن بعد کتاب کا پارسل آگیا نواب صاحب مرحوم کی ڈاک کا تھیلہ علیحدہ ہوتا تھا۔ اور چونکہ کتاب میرے نام انہی کے پتہ سے آئی تھی۔ اس لئے جب ان کے ملازم محمد حسین نے تھیلا کھولا تو نواب صاحب کی نظر پہلے اس پارسل پر پڑی۔ پوچھا یہ اتنا بڑا بنڈل کا ہے کا ہے۔ محمد حسین نے عرض کی کہ حضور سراج میاں کے نام ہے۔ کہا ذرا کھولو تو تو سے یہ کیا ہے۔ اس نے جب کھولا تو براہین احمدیہ کی تینوں جلدیں نکلیں۔ حکم ہؤا۔ سراج کو تو بلاؤ۔ میں حاضر خدمت ہؤا۔ پوچھا میاں یہ کتاب کیسی ہے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ تو فرمایا۔ اچھا پہلی جلد دیکھ چکے ہو تم؟ میں نے عرض کیا حضور ابھی کچھ حصہ باقی ہے۔ حکم دیا۔ یہ جلدیں تم اپنے کمرے میں اٹھا لے جاؤ اور وہ پہلا حصہ میرے پاس لے آؤ۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں یہ کیا چیز ہے۔ میں نے کتاب لاکر حاضر خدمت کر دی۔ اگلے دن پھر میری طلبی ہوئی۔ فرمایا وہ باقی تینوں جلدیں بھی لے آؤ۔ میں یہ ساری کتاب دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ بھی لاکر پیش کر دیں۔ ہفتہ بھر کے بعد ایک دن فرمایا سراج میں نے وہ کتاب ختم کر دی اگر پڑھنا چاہو تو اسے پڑھ لو۔ مگر اس کے بعد میری لائبریری میں رکھ دینا میں نے پوچھا حضور کیسی کتاب؟ فرمایا نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کے مصنف کو یا تو لوگ پاگل کہیں گے یا اس سے اگلی صدی کا مجدد ہوگا؛

میں نے جناب سائل مدظلہ سے پُوچھا۔ پھر آپ نے براہین احمدیہ پڑھی۔ فرمایا بڑی معرکہ کی کتاب ہے۔ میں نے پھر جرأت کی اور کہا نواب صاحب مرحوم کا قول سچ نکلا۔ آج حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کا ایک طبقہ انہیں پاگل کہتا ہے۔ اور ان کے ماننے والوں میں سے ایک گروہ انہیں مجدد مانتا ہے اور دوسرا نبی۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا میں انہیں مجدد تسلیم کرتا ہوں۔ اور میں اس میں ان کے مجدد ماننے والے گروہ کی تقلید نہیں کرتا بلکہ وہ ہماری تقلید کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے تو اس گروہ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے کا فیصلہ کر دیا تھا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد میں واپس چلا آیا۔ سارا راستہ میرا دماغ مختلف خیالات کی جولانگاہ بنا رہا۔ کبھی نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب مرحوم کی ژرف نگاہی کا خیال آتا۔ اور کبھی مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی بے بصری کا۔ کہ آخر ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں اتنی مدت رہ کر کیا حاصل کیا۔ محض مجدد تو ان لوگوں نے بھی تسلیم کر لیا جنہوں نے صرف براہین احمدیہ پڑھی۔ اور آپ کے دیکھنے کا انہیں موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر ان حضرات کی ان لوگوں پر فوقیت کیا ہوئی۔

فتدبّروا یآ اُولی الاَبصار　(الفضل)

درخواست دعا

خاکسار ایک عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہے۔ نیز کوئی مستقل کام بھی نہیں ہے۔ گویا میں بیماری اور بیکاری میں مبتلا ہوں۔ حضرت اقدس امیر المومنین سے خصوصاً و دیگر بزرگان احمدیت سے عموماً التماس ہے کہ خاکسار کے لئے دعاء صحت اور دین و دنیاوی ترقی کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں والسلام　خاکسار شیخ محمد بشیر آزاد عفی عنہ

سیرت المہدی کا ایک ورق

(از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مجلس میں بڑے جوش سے یہ فرمایا۔ آسمان پر ایک جوش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دنیا میں پھیلا دے اور اپنے پاک بندوں کو میرے ہاتھ پر جمع کر کے دنیا میں اپنی ہدایت کو پھیلا دے۔ اور جن کے دلوں میں کچھ بھی سعادت ہوگی۔ وہ سب کے سب میرے ہاتھ پر جمع ہو جائیں گے۔ اور خدا کے نور کو لے کر دنیا میں پھیل جاویں گے۔ اور ان سے لوگ میری باتیں سنیں گے۔ اور روئیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی پاک وحی پر یقین لائیں گے جو اللہ تعالےٰ نے مجھ پر نازل فرمائی ہے۔ یہ مولوی جو مجھ کو کافر کہتے ہیں ان پر افسوس کریں گے۔ اور ان کو بُرے سے بُرے الفاظ سے یاد کریں گے۔ اور گروہ نافرمانوں میں سے جو پہلے انبیاءؑ کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے تھے ان کو بھی اُن میں ہی شامل کریں گے۔

فرمایا مولوی صاحبؓ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے وارث تھے جو راست بازی کی سرچشمہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس کو پڑھ کر پھر ان مولویوں نے میری تکذیب کی ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی سزا کے مورد ہو چکے ہیں۔ اور یہ خدا کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے بندوں کو گمراہ کیا ہے۔ اور میری طرف آنے سے روک دیا۔ اور اسلام کی خدمت بجالانے سے روک دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے ارادہ کو روکنے کی کوشش کی۔ اور خدا کے دشمنوں کے ہاتھوں کو مضبوط کیا۔ کیا یہ مولوی دیکھتے نہیں ہیں کہ ہر طرف سے اسلام کے مٹانے کے لئے اسلام کے دشمن صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ڈاکو اور بٹمار کہہ کر یاد کر رہے ہیں۔ اور شہوانی اغراض کا پورا کرنے والا کہہ رہے ہیں۔ مگر افسوس! ان مولویوں پر انہوں نے وقت کی بھی پہچان نہ کی۔ اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اب اسلام پر کیسا آڑا وقت آرہا ہے۔ کہ ہر طرف سے اسلام کے قصر کی اینٹیں کھسکائی جا رہی ہیں اور اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے ہر قوم منظم طور پر منصوبے کر رہی ہے۔ کیا یہ وقت اللہ تعالےٰ کی نصرت کا نہیں تھا۔ اس نے آسمان سے زمین کی طرف دیکھا۔ کہ اس کے آخری نبی پر جو تمام انبیاءؑ اور مرسلین کا سردار ہے اس کے بنائے ہوئے قصر کو ہر طرف سے لوگ گرا رہے ہیں۔ مگر کوئی بھی اس کے بچانے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور سب ہی لحافوں میں پڑے ہوئے خراٹے لگا رہے ہیں۔ تو اس ذوالجلال خدا کو جلال آگیا۔ اور اس نے ان سوتے ہوؤں اور اپنے عیش و آرام میں پڑے ہوؤں کے جگانے کے لئے مجھے کھڑا کیا۔ اور فرمایا تو میرا میں تیرا میں تیرے لئے اپنی غیرت دکھاؤں گا۔ اور اپنی قدرت دکھاؤں گا۔ اور تیرے لئے وہ کچھ دکھاؤں گا کہ لوگ دیکھتے دیکھتے تھک جائیں گے پر میں نہ تھکوں گا۔ اور تیری نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے بھیج دوں گا۔ جو تیری نصرت کرینگے۔ اور میرے نیک بندوں کے دلوں میں تیری قبولیت ڈالیں گے۔ اور تو مجھے ایسا پیارا ہے جیسے مجھے اپنی توحید پیاری ہے۔ تو مٹایا نہیں جائے گا۔ میں تیرے نام کو بلند کروں گا۔ اور تجھے قبول کروں گا۔ اور تیرے لئے آسمان سے بھی نشان دکھاؤں گا اور زمین سے بھی۔ اور تجھے برکت دوں گا۔ تو وہ پودا ہے جو اکھاڑا نہ جائے گا۔ میں بندوں کو الہام کروں گا۔ اور تیری طرف بھیجوں گا۔ جو تیری مدد کریں گے۔ اور تیری باتوں پر یقین کریں گے۔ اور تجھ پر اپنی جانیں قربان کریں گے۔ اور اپنے اموال لاکر تیرے قدموں پر رکھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور اپنے گناہوں کی معافی خدا سے مانگیں گے۔ اور اپنے خدا کے آستانے پر گریں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم نے اے پیارے خدا تجھے نہیں پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے وہ حلیم ہونگے۔ اور اس کے دین اسلام کے خدمت گار ہوں گے۔ اور اسلام کے نور کو دنیا میں چمکائیں گے۔ تو نے ان کو نہیں دیکھا۔ پر میں نے ان کو دیکھ لیا۔ وہ میرے مقبول بندوں میں سے ہیں۔ وہ تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے۔ اور تیرے نام کو روشن کریں گے۔

پھر فرمایا مولوی صاحب (مولوی صاحب سے میری مراد حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں) میرے خدا نے میرے لئے آسمان سے بھی شہادت دی۔ اور خسوف کسوف کا نشان ماہ رمضان میں ... دکھایا۔ اور ذوالسنین ستارہ والی پیشگوئی کا نشان پورا کر کے ... دکھایا۔ یہ کیسے چمکتے ہوئے نشان تھے جو میری صداقت میں خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں۔ مگر ان مولویوں نے ان کی تکذیب کر کے میری طرف آنے سے خدا کے بندوں کو روک دیا۔

میرے خدا نے میری تائید میں مسیح اسرائیلی کی پیشگوئی کے مطابق کیا ہولناک زلزلہ وقوع میں نہیں آیا؟ جس نے زمین کو ہلا دیا اور پہاڑوں کو ہلا دیا اور ریزہ ریزہ نہیں کر دیا۔ اور بستیوں کو تہ و بالا نہیں کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کے مسیح نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ آنے والے مسیح کے لئے نشان ہوگا۔ مگر ان مولویوں نے اس کی بھی تکذیب کر دی۔ اور کہہ دیا کہ زلزلے تو دنیا میں آتے ہی رہتے ہیں۔

یہ مولوی خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جنہوں نے خدا کے نشانوں سے منہ پھیر لیا۔ اور خدا کے بندوں کا منہ میری طرف سے پھیر دیا۔ یہ دوہرے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

مولوی صاحبؓ آتھم تو چلا گیا۔ اور اسلام کی صداقت پر مہر ثبت کر گیا۔ مگر مولویوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر میری تکذیب کر کے فرقہ ضالہ کی تائید کر کے اسلام کی دشمنی کر کے دکھا دی۔ آنے والی نسلیں ان مولویوں پر نفرین کریں گی۔ اور یہ کہیں گی کہ ان مولویوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کر کے اپنی گمراہی پر مہر لگا کر یہ ثابت کر دیا کہ ان مولوی لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سچی محبت نہیں تھی۔ حالانکہ آتھم کے متعلق براہین احمدیہ میں خبر دی ہوئی موجود ہے۔ اگر یہ مولوی ذرا بھی غور کرتے تو ان کے لئے یہ ایمان کو زیادہ مضبوط کرنے والا نشان تھا۔ مگر انہوں نے اس کی بھی تکذیب کر کے عیسائیوں کی مدد کی اور میری دشمنی کی۔

کیا اسلام کی تائید میں اللہ تعالےٰ نے لیکھرام والی پیشگوئی کو پورا کر کے نہیں دکھایا۔ یہ ایک کشتی تھی جو اسلام کے خدا کی اور ویدک دھرم کے خدا کی کشتی تھی اسلام کا خدا غالب آیا۔ اور اس نے ویدک دھرم کے خدا کو گرا کر نہیں دکھایا۔ مگر ان مولویوں نے اس پیشگوئی کی بھی تکذیب کر دی۔ اور میری دشمنی میں اسلام کی بھی پرواہ نہ کی۔ اگر ان کے دلوں میں کچھ بھی ایمان ہوتا تو یہ لوگوں کو عید منواتے۔ اور لوگوں کو کہتے کہ اسلام کی فتح کی عید مناؤ۔ مگر ان مولویوں نے میری دشمنی کی وجہ سے اس کو بھی جھٹلا ہی دیا۔ حالانکہ اس کی تشہیر لاکھوں لوگوں میں ہو چکی تھی۔ ان لوگوں کو خدا کی بھی شرم نہ آئی۔ کہ یہ فتح تو ہمارے خدا کی فتح ہے

میں کس طرح سے یقین کر لوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت ہے۔ اور یہ اسلام کے سچے خیر خواہ ہیں میں تو یقین کرتا ہوں کہ ان کے دلوں میں نہ اسلام کی محبت ہے اور نہ یہ اسلام کے خیر خواہ ہیں۔ ان کے دل تو مسخ ہو چکے ہیں۔ اسلام کی ان کو دور کی بھی محبت نہیں۔

یہ مولوی تھے۔ ان کو یہ معلوم تھا کہ تیرھویں صدی اسلام کے لئے کٹھن صدی تھی۔ ہر طرف سے اسلام نرغے میں آیا ہوا تھا۔ اور اسلام کے دشمنوں نے اسلام کو ایسا گھنونا اور بھونڈے سے بھونڈا مذہب بنا دیا تھا۔ کہ اسلام کی آغوش میں پرورش پانے والے لاکھوں انسان اسلام سے برگشتہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر اسلام کو جھوٹا مذہب کہنے لگے تھے۔ اور اسلام کے برباد کرنے میں اسلام کے دشمنوں سے مل کر اسلام کو ہی مٹانے میں لگے ہوئے تھے۔ اس ظلم عظیم کو دیکھ کر خدا نے تمہاری ہی کو فتنوں کو دور کرنے کے لئے مجھے آسمان سے بھیجا۔ تا میں تمہیں تمہارے خدا سے ملا دوں اور تمہیں اس کے نور سے منور کر دوں۔ اور تمہارے سب غم دور کر دوں۔ اور تمہارے دل جو صدموں سے چور ہو چکے تھے۔ تمہارے خدا کی بشارت سنا کر اس کے قریب کر دوں اور تمہارے دلوں کو یقین سے بھر دوں کہ ہمارا خداوند خدا ہے۔ اور جیسا وہ پہلے تھا ویسا ہی وہ اب بھی قادر توانا خدا ہے۔ وہ ہمیشہ بولتا تھا۔ اب وہ بولتا ہے۔ وہ ہمیشہ سنتا تھا اب بھی وہ سنتا ہے۔ جیسے وہ پہلے اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا۔ اب بھی وہ اپنے بندوں کی مدد کرنے کے لئے اتر آیا ہے

پس تم یہ مت خیال کرو کہ تمہارے خدا نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ نہیں نہیں وہ تو زمین پر آگیا۔ تمہارے دشمنوں سے لڑے گا۔ اور نہیں تھکے گا۔ جب تک تمہارے دشمنوں کو ٹھکانہ دے گا۔ اور تمہاری ایسی مدد کرے گا۔ کہ تمہارے دل خوشیوں سے بھر جائیں گے۔ مگر تم اس کے وفادار بندے بن جاؤ۔ تمہارا خدا بھی وفادار ہے۔ اس کی یہ سنت قدیمہ ہے۔ وہ ہمیشہ سے اپنے وفادار بندوں کی حمایت ہی کرتا رہا ہے۔ پس وہ اب بھی تمہاری حمایت ہی کرے گا۔ پر تم اس کے وفادار بندے بن جاؤ۔ اس نے تمہاری حمایت کے لئے ہی آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔

مولوی صاحب! میرے خدا نے ان کی تسلی کے لئے مجھے عین وقت پر بھیجا ہے۔ تا کہ میں تھکے ماندوں کی تسلی کروں اور بتاؤں کہ تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اس نے تمہیں چھوڑا نہیں۔ وہ تمہارے قریب ہی ہے۔ تم بھی اس کے قریب ہونے کی کوشش کرو۔ اور راستی کو قبول کرو۔ اور اسلام کی خدمت گاری کو مقدم کرو اور میرے ساتھ ہو جاؤ اور اپنے اموال خدا کے دین کے لئے خرچ کرو۔ کیونکہ اب تلوار کا زمانہ نہیں ہے کہ تلوار لے کر اسلام کے دشمنوں سے لڑ کر اسلام کی خدمت کرو۔ اب مال خرچ کرنے کا زمانہ ہے۔ کہ تم اپنے مال خرچ کر کے اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ قلم سے کرو۔ اور اسلام کے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو۔ تمہارے خداوند نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس میدان میں تمہاری فتح کرے گا۔ تمہارے دشمن مغلوب ہو کر اسلام کی صداقت کو قبول کریں گے۔ اور تم دیکھو گے وہ تمہارے دوست بن کر تمہارے ساتھ مل کر اسلام کے دشمنوں کو مغلوب کرنے میں تمہارا ہاتھ بٹائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گے۔

اے نادانو! تمہارے خدا نے تمہاری تسلی کے لئے کیا کمی کی۔ اس نے تمہاری تسلی کے لئے تمہیں خسوف وکسوف کا نشان دکھایا۔ تمہیں ذوالسنین ستارے کی پیشگوئی پوری کر کے دکھائی۔ اس نے تمہاری تسلی کے لئے آتھم اور لیکھرام کا نشان دکھایا۔ اس نے زلزلہ کا نشان نہیں دکھایا۔ مگر تم بتاؤ کہ تم نے اس نشان الٰہی سے تسلی پائی۔

ہائے افسوس! تم نے یہ نشان دیکھ کر بھی اپنی تسلی نہ کی۔ اور اس پر سے یوں گذر گئے۔ جانو کہ تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ کیا ہی مبارک وقت تھا جو تمہارے لئے آیا تھا۔ مگر تم نے اس مبارک وقت سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ میرے خدا نے مجھے بار بار یہ فرمایا۔ میں نے دنیا میں ایک نذیر بھیجا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

پس کیا تم خدا کے ارادہ کو روک دو گے۔ اے نادانو! تم نے میری تکذیب کر کے کیا لیا۔ وہ وقت دور نہیں کہ میرا خدا میری فتح کرے گا۔ اور تمہاری ذلت کرے گا اور میری قبولیت کو اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق

اتنے بلند تھے۔ کہ آپ ہمیشہ ہی اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے اپنے کسی بھائی کی شکایت مت کیا کرو۔ اگر تمہاری شکایت کرنے سے ہمارے دل میں دعا کرنے سے اس کے لئے روک پیدا ہو جاوے۔ تو وہ دعا سے محروم ہو جائے گا۔ اور تمہاری وجہ سے محروم ہو جائے گا۔ پس تم ہمیشہ ہی اپنے بھائیوں کی بھلائی کو مقدم رکھو۔ اور شکایت سے اجتناب ہی کیا کرو۔ اور اپنے بھائی کے لئے دعا ہی کیا کرو۔ تا وہ اس اپنی غلطی سے خدائے قدوس کے فضل سے باز آجائے اور تم خدائے تعالیٰ کی رضا کے وارث بن جاؤ۔ ایسا ہی میں نے یہ سنا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے پاک صحابہؓ کو یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے سے کسی اپنے بھائی کی شکایت نہ کیا کرو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

کہ حضرت جناب میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی۔ اور حضرت حکیم حاجی مولوی فضل الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی ہو گئی۔ اور اس ناراضگی کی وجہ جناب حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت اقدسؑ مسیح موعود علیہ السلام کے حضور شکایت کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں میں سے کسی کو بھی مخاطب نہ فرمایا۔ اور نصیحت فرمائی۔ کہ اگر تمہارے میں کسی بات میں جھگڑا ہو جایا کرے تو تم آپس میں ہی طے کر لیا کرو۔ تو یہ تمہارے لئے موجب ثواب ہو جائے گا اور تمہارا جھگڑا بھی خدا تعالےٰ کی رضا کا موجب بن جائیگا۔

یہ تھے میرے پیارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اعلیٰ اخلاق۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

کہ ہمارے مخلص بھائی جمال الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک مولوی کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا۔ کہ حضور وہ مولوی اپنی آنکھوں میں اتنا سرمہ لگاتا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی کالی نظر آتی ہیں۔ اور جہاں جاتا ہے وہیں سے کسی نہ کسی عورت کو نکال لاتا ہے اس سے میری گفتگو ہوئی تو وہ کہنے لگا میں تم سے گفتگو نہیں کرتا۔ تم کوئی مولوی ہو۔ میں تو مولوی ہوں۔ میرا مباحثہ مرزا صاحب سے کراؤ تو تمہیں بھی معلوم ہو جائے کہ میں کیسا مولوی ہوں۔ آخر باتیں کرتے کرتے ہی میری اس کی بحث شروع ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اسے ایسا رسوا کیا اور اسے کوئی جواب ہی نہ آیا۔ اور گھبرا گیا۔ اور گالیاں دینے لگا۔ شاید اس مولوی کا نام نواب الدین لیا تھا۔ اور ستکوہے کا رہنے والا بتایا تھا۔

میں نے دیکھا کہ بھائی جمال دینؓ صاحب اور ان کے دونوں برادران بھائی خیرالدین صاحب اور بھائی امام دین صاحب سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اتنی محبت کرتے تھے کہ جیسے باپ اپنے بیٹوں سے کیا کرتا ہے اور میں نے ان کے اخلاق کا بھی یہ حال دیکھا ہے کہ یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق زار بھی تھے۔ آپ کو دیکھ کر ان کی سب کلفتیں جاتی رہتی تھیں۔ اور آپ کی محبت میں فنا ہی تھے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے مقدمہ میں

آپؑ گورداسپور ڈولے میں بیٹھ کر تشریف لے جا رہے تھے میں اور دیگر نوجوان دوست آپکے ساتھ ساتھ خوشی خوشی جاتے تھے۔ راستہ میں بر لب سڑک ایک گاؤں آگیا۔ آپ نے مجھے فرمایا میاں اسمٰعیل اس گاؤں کے قریب ٹھہرنا چاہئے۔ میں نے کہاروں سے۔ جب گاؤں آگیا ڈولا کہاروں نے رکھ دیا۔ اور فرمایا میاں پانی کا لوٹا بھر لاؤ۔ میں پانی کا لوٹا بھر لایا۔ آپ گاؤں سے اچھی خاصی دور تشریف لے گئے اور ایسی جگہ آپ نے تلاش کی جہاں دور دور تک بھی آدمی نظر نہ آتے تھے اور نہ آپکو کوئی دیکھ سکتا تھا۔ آپؑ جب رفع حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے اور فرمایا میاں اسمعیل پانی کا لوٹا بھر لاؤ میں پانی کا لوٹا پیش کیا۔ آپ نے ڈولے میں بیٹھ کر کھانا نکالا اور میں نے گلاس میں پانی بھر کر سامنے رکھ دیا۔ آپ کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے میں ذرا فاصلہ پر بیٹھ گیا۔ آپ نے پانی کا گلاس لینے کیلئے ذرا ہی منہ موڑا تو کتا منہ رومال کے تمام روٹیاں اٹھا کر بھاگ گیا۔ جب حضورؑ پیاس بجھا کر فارغ ہوئے تو روٹیاں غائب۔ حضور نے مجھے آواز دی کہ میاں اسمٰعیل روٹیاں کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ہم سب تو یہاں بیٹھے ہیں ہم میں سے تو حضور کی طرف کوئی نہیں آیا۔ ہم سب نے جب ادھر ادھر دیکھا تو ایک دوست نے

(باقی مضمون صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرماویں)

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا دیدہ زیب تبلیغی عید ٹریکٹ

سالہا سال سے احمدیہ فیلوشپ مفید تبلیغی کام کر رہی ہے۔ لیکچروں کے علاوہ یہ انجمن بیسیوں قسم کے ٹریکٹ ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کر چکی ہے۔ ان میں سے بعض ٹریکٹ خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رقم فرمائے۔ عنقریب حضرت فضل عمر کی قلم سے ایک اہم ٹریکٹ شائع کیا جائیگا۔ جس میں حضور نے نوجوانوں سے خطاب کیا ہے۔ آخر میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق نوجوانوں سے چند سوالات دریافت کئے ہیں اور دعوت دی ہے کہ وہ ہستی باریتعالےٰ کے متعلق جس قسم کے سوالات چاہیں دریافت کریں۔ حضور نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان سوالات کے جواب نوجوانوں کو دیں گے۔ اس طرح انشاء اللہ انجمن ہذا دہریت کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے لئے کالجوں میں تبلیغی جہاد کرے گی

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر انجمن مندرجہ ذیل تبلیغی تحفہ پیش کر رہی ہے۔ اسے نہایت اعلیٰ بلاکس کے ذریعہ نہایت خوبصورت شکل میں چھپوایا گیا ہے۔ انجمن کے ممبران کی خدمت میں اسے بھیجا جا رہا ہے۔ دیگر احباب ایک روپیہ سیکڑہ کے حساب منگوالیں۔ مجھے یقین ہے کہ احباب اس انجمن کی تبلیغی سرگرمیوں میں دست تعاون بڑھائیں گے۔ ہمارے پرجوش نوجوان ملک عبد الرحمن خادم پلیڈر اس انجمن کے سرپرست ہیں۔ آپ ہمیشہ جوش کے ساتھ اس انجمن کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ فجزاہم اللہ۔

عبد الوہاب عمر سیکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ قادیان

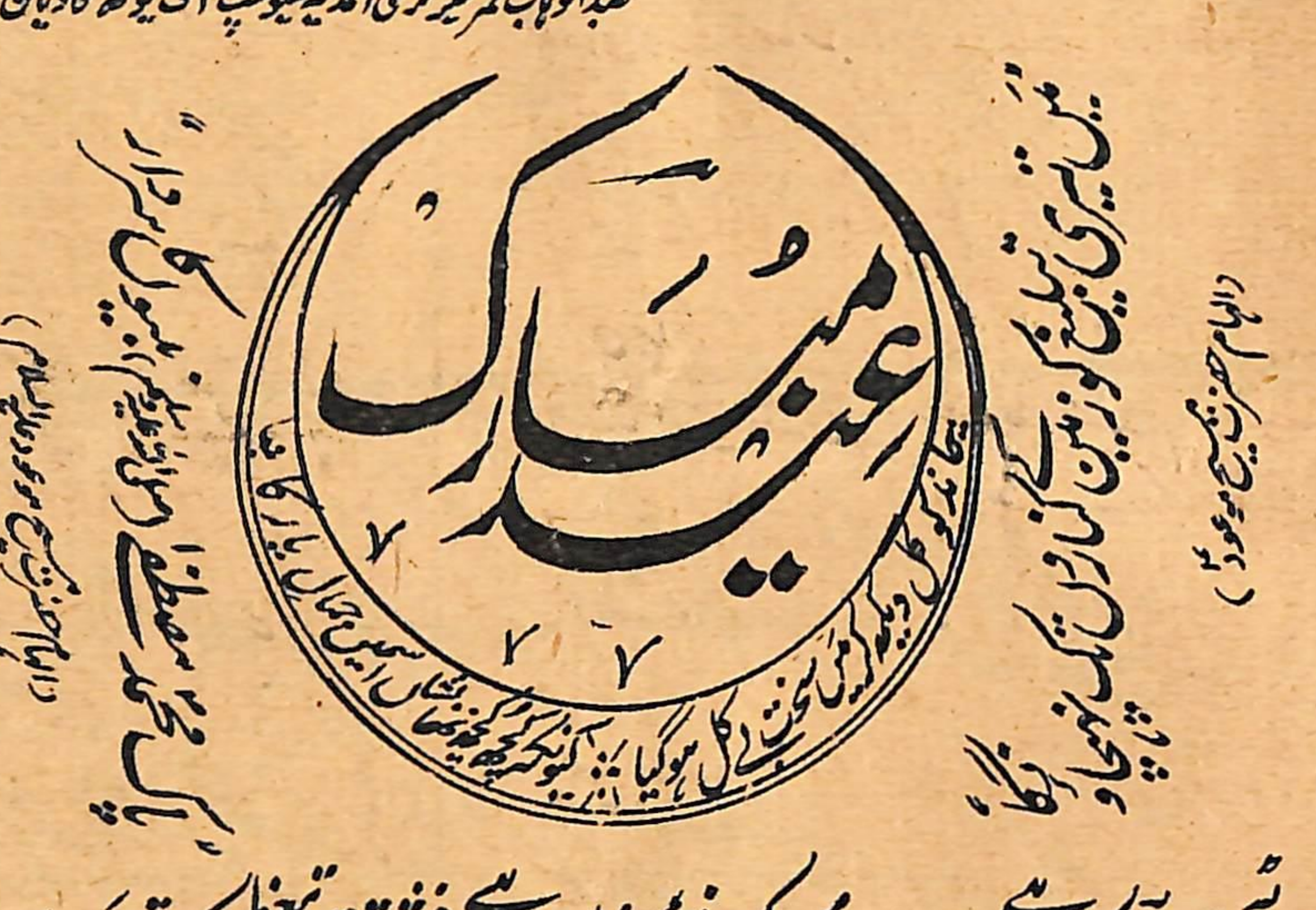
عید مبارک
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آج عید کا دن ہے۔ ہر دن وہ ایک نئی شان میں ہے۔ فرشتے تیری تعظیم کرتے ہیں"
(الہام مسیح موعودؑ)

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت ؞ میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

پیارے بھائیو! آج عید کا دن ہے مبارک دن۔ یہ ایک سال کے بعد آیا ہے۔ ہاں پورے ایک سال کے بعد۔ ہم میں سے بہتیرے گزشتہ سال اس عید کی خوشیوں میں شریک تھے مگر آج فنا کے ہاتھوں سفر آخرت اختیار کر چکے ہیں۔ اور کیا معلوم کہ آنے والی عید تک ہم میں سے کون زندہ رہے اور کون مرے۔ پس وقت کو غنیمت سمجھو۔ اور انسانی حیات کی ناپائیداری کا احساس کر کے اس عید کو اپنے لئے آخری عید تصور کرو۔

آج ہر چھوٹے بڑے کی زبان پہ عید عید ہے۔ کوئی خورد و نوش کے انتظام میں مصروف ہے۔ تو کوئی لباس کی آرائش میں محو۔ مگر یہ سب چیزیں تو عارضی ہیں۔ بالکل عارضی۔ اور ایک ایسے جسم کے لئے جو آج ہے تو کل پیوندِ خاک ہو جائے گا۔ پس اے عزیزو! اگر عید صرف تن بدن کی زیبائش یا پیٹ بھرنا کا نام ہے۔ تو خدا کی قسم یہ عید سے ہنسی کرنا۔ اور اس مبارک تقریب کا مذاق اڑانا ہے۔ اور اس صورت میں تمہاری عید ایک جھوٹی عید ہوگی۔ اور تم اپنے نفس کو ایک دھوکہ دینے والے ٹھہرو گے۔ اگر تمہارا جسم تنومند ہے مگر روح کمزور۔ اگر جسم آراستہ ہے مگر روح ہوا و ہوس کی گندگی میں لتھڑی ہوئی۔ اگر جسم کے لئے غذا تیار ہے مگر روح سے لاپرواہی۔ اگر جسم آزاد ہے مگر روح نفس و شیطان کی قیدی۔ تو ذرا سوچو۔ کہ آج کا دن تمہارے لئے عید کا دن ہو سکتا ہے؟

موجودہ زمانہ میں مسلمان کہلانے والے ہر قسم کی بدیوں کے دلدادہ ہیں۔ اور کھیل تماشوں کے والہ و شیدا اور انہی کرتوتوں کی وجہ سے اپنے خدا سے دور و مہجور۔ پھر ان کی عید کیونکر حقیقی عید ہو سکتی ہے کیا کوئی عاشق اپنے معشوق سے جدا ہو کر زندہ رہ سکتا ہے۔ یا اپنے محبوب کی ناراضگی کو برداشت کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر تم تو ہر آن اپنے خدا کو ناراض کرتے ہو۔ اور حیرت ہے کہ تمہیں اپنے آقا کی ناراضگی کا کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔ جبھی تو تم اس حالت کو پہنچے ہو کہ ذلت و نکبت تمہارے مہمان ہیں۔ اور رسوائی و بے نوائی تمہارے در کی پاسبان۔ آہ! تمہاری عید بھی کوئی عید ہے

مسلمانو! آسمان مضطرب ہے۔ اور زمین بے قرار۔ تمہارا وجود دنیا پر بار ہے۔ یہ دنیا اور دنیا کے رہنے والے تمہیں دیکھ نہیں سکتے۔ آسمان کو تم سے غبار ہے اور زمین تمہارے خلاف اور تم ہو کہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہو۔ تمہارا کوئی واجب الاطاعت امام نہیں۔ کوئی آقا نہیں۔ تم بھیڑوں بکریوں کی طرح منتشر ہو۔ مگر تمہارا کوئی گلہ بان نہیں۔ اونٹوں کی قطار کی مانند محو کام ہو۔ مگر کوئی ساربان نہیں۔ پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ تمہارے لئے آج عید ہے۔

کس یکجائی سے اب عہد غلامی کر لو ؞ امتِ احمد مرسل کو مقامی کر لو۔

مسلمانو! ایک بات سنو۔ تمہارے فائدہ کی بات ہے۔ تمہاری ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بیقرار ہو گئی۔ اس نے خداوند عالم کے رحم و کرم سے اپیل کی۔ سو بشارت ہو کہ خدا کے رحم و کرم کا سمندر حرکت میں آچکا ہے۔ اور اس نے تمہارے لئے حقیقی عید کا انتظام کر دیا ہے۔

وہ حقیقی عید کیا ہے؟ ظہور مہدی اور نزول مسیح موعود علیہ السلام۔ کہ ہزاروں اقطاب و اولیاء اس کی انتظار میں وفات پا گئے۔ اور تمہاری خاطر مسیح موعودؑ کی آمد کے لئے چودھویں صدی کی تعیین کر گئے۔ سو خدا کا برگزیدہ اسلام کا پہلوان حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے مبارک ہاتھوں پہ قوموں کا احیاء مقدر ہے۔ قادیان کی بستی میں ظاہر ہوا۔ مبارک ہیں وے جو قبول کر کے حقیقی عید کے وارث ہوں۔

مسلمانو! اس عظیم الشان امام کی شیریں توحیدار نغمہ کی طرح دل میں گڑ جانے والی آواز سنو!

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو میرے دل کے بھید جاننے والا ہے

. . . . میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو رات کو میری چیخ و پکار اور دعاؤں کو سنتا ہے کہ میں اس رحیم و کریم خدا کی طرف سے اس گمراہی کے زمانہ میں **رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں**۔ خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنی سنت اور قانون قرار دے دیا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر شریعت اور نئے دعوٰی اور نئے نام کے۔ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر۔ اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔"

"مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں۔ اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا۔ جب تک وہ اپنے تمام کام کو پورا نہ کرے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید یہ غلطی ہو گئی ہو۔ اور شاید تمہاری یہ لڑائی خدا سے ہو۔"

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں ؞ ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

در اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اسوقت تک وہ پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے

جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہیئے کہ سنتے ہی اس کی مخالفت کے لئے تیار ہو جائے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پور غور وفکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔ میں جو کچھ اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور ایک عظیم الشان بات ہے **وہ میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی بات ہے**۔ اس لئے جو اس کی تکذیب کے لئے جرأت اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے۔ مجھے اس کی تکذیب پر کوئی رنج نہیں ہو سکتا البتہ اس پر رحم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے۔ جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے۔ جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ میں فرمایا ہے۔

پس اس وعدہ کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے موافق جو آپؐ نے اللہ تعالےٰ سے وحی پاکر فرمائی تھی یہ ضروری تھا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے اُنیس برس (اور آج ۱۹۳۵ء تک ترپن ۵۳ برس) گزر گئے۔ کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لئے مبعوث ہوتا اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالےٰ کا مامور اس کے الہام و وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کو تلاش کرتے۔ اور اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ **میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں** ؎

میں وہ پانی ہوں کہ اترا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اے عزیزو! یاد رکھو کہ جو شخص آنا تھا آچکا۔ اور صدی جس کے سر پر مسیح موعود آنا چاہیئے اس میں سے بھی کئی برس گزر گئے۔ اور اس صدی میں جس پر اُمت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا۔ اور محض ایک دجال پیدا ہوا۔ کیا ان شوخیوں کا حضرت عزت کی درگاہ میں جواب دینا نہیں پڑے گا؟ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے ہیں۔ آخر اس قدر تو خوف چاہیئے تھا کہ جو شخص صدی کے سر پر پیدا ہوا۔ اور رمضان کے کسوف وخسوف نے اس کی گواہی دی۔ اور اسلام کے موجودہ ضعف اور دشمن کے متواتر حملوں نے اس کی ضرورت ثابت کی اور انبیاء کے گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا۔ ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

جس زمانہ میں حَکَم آنا چاہیئے تھا وہ زمانہ موجود ہے۔ اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں۔ اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ اور زمین نشان ظاہر کر رہی ہے۔ اور مبارک وہ ہیں جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں ؎

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں، کچلا جاؤں۔ اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی **میں آخر فتحیاب ہوں گا**۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل...... اے نادانو! اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤنگا؟ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کرے گا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو! کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے کہ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں۔ کیا مجھے وہ ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ۔ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے اور وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں۔ کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اور اس کا جلال چمکے۔ اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

"من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

(انوار اسلام ص۲۳)

حضرت میرزا منصور احمدؐ کے مشکوئے معلّٰی میں فرزند ارجمند کی ولادت

نہایت مسرت اور انبساط سے لکھا جاتا ہے کہ مورخہ ۱۲ مارچ ۳۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب خلف الرشید حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمدؐ صاحب کے مشکوئے معلّٰی میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فرزند ارجمند تولد ہوا ہے۔

ہم اس نہایت مبارک اور مسرت انگیز تقریب پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کو جو مولود مسعود کے نانا ہیں۔ اور حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور حضرت میرزا شریف احمد صاحب کی خدمت میں خاص طور پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نیز تمام ممبران خاندانِ نبوت کی خدمت میں اس تقریب سعید کے موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو نافع الناس اور دنیا کے لئے بابرکت بنائے۔ اور خاندانِ نبوت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا کامل مصداق بنائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خادم۔ ایڈیٹر الحکم

آہ! صد آہ!! ملک نواب الدین

جناب ماسٹر نواب الدین صاحب سلسلہ کے ایک بہترین خادم اور غیرت مند فرزند تھے۔ آپ ایک لمبا عرصہ تک بیمار رہ کر ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء کو بوقت بارہ بجے دن اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ میں ان کے متعلق خود ایک نوٹ لکھنا چاہتا ہوں۔ آج کی اشاعت میں ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا وہ مضمون جو ان کی سیرت پر انہوں نے سپرد قلم کر کے الفضل میں شائع کرایا درج کر دیتا ہوں۔ اور آئندہ کسی اشاعت میں ان کی زندگی کے متعلق اپنے خیالات شائع کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق

(ایڈیٹر)

خدا تعالےٰ کی تقدیر پوری ہوئی

میرے برادرِ اکبر ملک نواب الدین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول جامکے ضلع سیالکوٹ سات مہینے کی مسلسل بیماری کے بعد ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ دن کے بارہ بجے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو حزیں اور دلفگار چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ایام بیماری میں ہر قسم کا ڈاکٹری یونانی اور ہومیوپیتھک علاج کیا گیا۔ بہت دعائیں کیں اور کرائی گئیں۔ بہت صدقے دیئے گئے۔ ہر ممکن کوشش ان کی صحت یابی کے لئے کی گئی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ازراہِ کرم ان کی زندگی کے آخری چند دنوں میں ان کا علاج کیا۔ لیکن موت مقدر تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر پوری ہو کر رہی۔

ابتدائی زندگی

مرحوم ۱۸۹۶ء میں کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے تھے۔ ورنیکلر مڈل تک تعلیم انہوں نے کنجاہ میں ہی حاصل کی۔ دو سال جونیئر اور سینئر سپیشل کی تعلیم مشن ہائی سکول گجرات میں پائی۔ اور ۱۹۰۹ء کے شروع میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۱۱ء میں یہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۱۵ء میں بی اے پاس کر کے چند مہینے مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں انگلش اور میتھمیٹکس ٹیچر کی حیثیت میں کام کیا۔ ۱۹۱۷ء میں بی ٹی پاس کر کے مستقل طور پر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور سائنس اور میتھمیٹکس ٹیچر مقرر کئے گئے۔ اور ساتھ ہی تعلیم الاسلام ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس کا چارج بھی ان کو دیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں بعض وجوہات کی بنا پر ہائی سکول سے علیحدہ ہو کر نائب ناظر بیت المال اور اس کے بعد چند ماہ تک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ اس کے دو سال بعد تک ناظم تجارت رہے۔ اور ۱۹۲۴ء کے شروع میں ولایت میں سلسلہ کے تجارتی کاروبار کے افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجے گئے۔ اور اسی سال کے آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ واپس آ گئے۔

ملازمت

۱۹۲۶ء میں صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر پہلے چند سال پسرور ضلع سیالکوٹ۔ اور بعد میں جامکے ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اور ان دونو سکولوں میں انہوں نے بہت شہرت اور نیک نامی حاصل کی اور ایک باوقار کامیاب اور منتظم ہیڈ ماسٹر سمجھے گئے۔

بچپن میں مذہب سے شیفتگی

یوں تو ہم دونوں بھائی ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی احمدی تھے۔ کیونکہ ہمارے والد صاحب عرصہ سے احمدی ہو چکے تھے۔ لیکن ملک صاحب مرحوم کو بچپن سے ہی مذہبی امور کے ساتھ ایک خاص شغف تھا۔ وہ ورنیکلر مڈل سکول کنجاہ کی ساتویں جماعت میں تعلیم پاتے تھے۔ اور ان کی عمر ۱۲ سال کے قریب تھی۔ کہ اپنے والد محترم سے اجازت لے کر قادیان آئے اور ۱۹۰۶ء کے آخر یا ۱۹۰۷ء کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور واپس جا کر اپنے علم اور سمجھ کے مطابق مذہبی مباحثات شروع کر دیئے۔ اس بچپن کے زمانہ میں ہی ان کا تبلیغی جوش جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اور یہ جوش تادم مرگ قائم رہا۔ مشن ہائی سکول گجرات میں انجیل کے ٹیچر مسٹر مارٹن کے ساتھ ہمیشہ ان کے مباحثات جاری رہتے تھے۔ ہندوؤں۔ خاص کر آریہ دوستوں سے کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ گفتگو جاری رکھتے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں جب مستقل طور پر وہ قادیان آ گئے۔ تو ان کے مذہبی جوش میں اور بھی ترقی ہوئی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے درس میں باقاعدگی سے شامل ہوتے اور درس کے نوٹ لیا کرتے۔ حضور رضی اللہ عنہ کی دیگر مجالس میں بھی حاضر ہوا کرتے۔ قرآن کریم کے ساتھ ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آج بھی وہ اپنے پیچھے قرآن کریم کے کتنے ہی نسخے اور کتنی ہی کاپیاں چھوڑ گئے ہیں جن پر مفصل نوٹ لکھے ہوئے ہیں۔ آریہ سماج کے اصول کے ابطال کا ان کو اس قدر جوش تھا کہ مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ جہاں کہیں سے کوئی کتاب ان کو تناسخ یا روح و مادہ کی پیدائش کے متعلق موافق یا مخالف ملی انہوں نے مطالعہ کی اور اس کے متعلق نوٹ لکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری کتب بالاستیعاب انہوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھیں۔ اور سب کے نوٹ لکھے۔ خاص کر ان حصص کے جن میں حضور علیہ السلام نے آریہ سماج کے اصول کا ابطال کیا ہے۔

سنسکرت کی طرف توجہ

۱۹۱۸ء یا ۱۹۱۹ء کی بات ہے کہ انہوں نے کنجاہ میں "قرآن کریم کی صداقت" اور "روح مخلوق ہے یا غیر مخلوق" پر ایک زبردست مباحثہ آریہ سماج کے ساتھ منعقد کیا۔ قادیان سے علماء بھیجے گئے۔ پہلے دن "روح مخلوق ہے یا غیر مخلوق" پر چار گھنٹے مباحثہ ہوا۔ ملک صاحب مرحوم مباحثہ سن کر مطمئن نہ ہوئے۔ انہوں نے خود اس مسئلہ کے متعلق بہت کچھ سوچا اور پڑھا ہوا تھا۔ مباحثہ ان کے خیال کے مطابق کامیاب نہ ہوا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایک مفصل خط لکھا۔ جس میں لکھا کہ جب تک ہم سنسکرت زبان سے واقف ہو کر آریہ سماج کی تعلیم کو ان کے اصل ماخذوں سے نہیں پڑھ سکتے۔ اور صرف ان کی کتب کے تراجم پر اکتفا کرتے ہیں۔ آریہ سماج کے مقابلہ میں ہماری پوزیشن ہمیشہ defendant کی رہے گی۔ کیونکہ آریہ سماج میں ایسے مبلغ ہیں جو عربی جانتے ہیں۔ اور وہ احادیث عربی میں پڑھ کر ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر ہم صرف ان کی مذہبی کتابوں کے ان کے اپنے کئے ہوئے ترجمے ہی پڑھ کر ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کا خط آنے پر فیصلہ فرمایا۔ کہ فوراً ہائی سکول میں ایک شاستری رکھا جائے۔ جو ہندو طلباء کو سنسکرت اور ہندی پڑھائے۔ اور سکول کے وقت کے بعد ہمارے مبلغ اس سے یہ زبان سیکھیں۔

دینی علمیت

برادر مرحوم صرف ایک بی اے۔ بی ٹی۔ ایک نہایت قابل ریاضی دان اور کامیاب اور منتظم ہیڈ ماسٹر ہی نہ تھے بلکہ ایک اچھے خاصے دینی عالم تھے۔ اور آریہ سماج کی تعلیم اور اصول کے تو وہ Specialist تھے۔ جب وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے ان دنوں برما سے ایک احمدی دوست کا خط حضور کی خدمت میں پہنچا کہ ایک بہائی سے گفتگو کر کے میں بہت حد تک بہائی ازم کی تعلیمات اور اصول سے متاثر ہو چکا ہوں۔ اور احمدیت سے بہت دور جا رہا ہوں۔ حضور نے ملک صاحب مرحوم کو جواب دینے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اور کچھ کتب بھی مطالعہ کے لئے عطا فرمائیں۔ ملک صاحب نے اور بھی بہت سی کتب بہائی مذہب پر ادھر ادھر سے لے کر ایک بہت لمبا مضمون تیار کیا اور حضور کو سنایا۔ حضرت صاحب نے سارا مضمون سننے کے بعد "جزاک اللہ" فرمایا۔ اور فرمایا یہ مضمون اس دوست کو بھجوا دیا جائے۔ وہ مضمون بعد میں ریویو اردو میں بھی چھپ گیا۔ اور برما کے دوست کو ایسا پسند آیا۔ اور اس کو انہوں نے ایسا مفید پایا۔ کہ پھر کوئی بہائی ان کے قریب نہ بھٹک سکا۔

ولایت میں جو ان کا مختصر قیام تھا اس میں بھی وہ ہائڈ پارک میں اور اپنے مکان پر مذہبی مباحثات کرتے رہتے تھے۔ ان کو مذہبی امور میں گفتگو کرنے میں اس قدر لطف آتا تھا کہ اس وقت وہ اور سب کچھ بھول جایا کرتے تھے میں نے ان کو کئی بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا یہ مصرع پڑھتے سُنا۔ ع

کئے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

اور خود مجھے کئی دفعہ کہا کہ مذہبی کام عقل سے نہیں بلکہ جنون سے ہی ہو سکتا ہے۔

مذہبی غیرت

ان کو مذہبی امور سے صرف شغف ہی نہ تھا۔ بلکہ اسلام اور اپنے سلسلہ کے متعلق نہایت درجہ غیرت بھی تھی۔ جب وہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ تو ایک موقعہ پر ایک انسپکٹر صاحب (جو مسلمان تھے) سکول کے معائنہ کے لئے دفتر میں ملک صاحب مرحوم انسپکٹر صاحب اور ان کے ماتحت سٹاف کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ انسپکٹر صاحب نے ازراہِ تمسخر کچھ سلسلہ احمدیہ کے متعلق کہا۔ ملک صاحب کو جوش آگیا۔ اور فرمانے لگے۔ شیخ صاحب (میں ان انسپکٹر صاحب کا نام نہیں ظاہر کرتا) آپ مذہبی امور کے متعلق گفتگو شروع نہ کیجئے۔ آپ نے مذہب کی الف بے بھی نہیں پڑھی ہوئی۔ اور ہم اس میدان کے شاہ سوار ہیں۔ آپ اپنا کام کیجئے۔ امتحان لیجئے معائنہ فرمائیے۔ اور اگر سلسلہ احمدیہ کے متعلق ضرور کچھ کہنا ہی ہے تو معائنہ کے بعد میں اور آپ علیحدگی میں گفتگو کریں گے۔ تاکہ اپنے ماتحت سٹاف کے سامنے آپ کی خفت نہ ہو۔ چنانچہ معائنہ کے بعد ان کو سکول کے باغیچہ میں لے گئے۔ اور کہا محمدی بیگم کی پیشگوئی سے لے کر اور جو کچھ بھی قابل اعتراض بات آپ کے خیال میں ہے آپ فرمائیے میں جواب دوں گا یہ واقعہ اسی طرح سے ہوا جس طرح میں نے بیان کیا ہے اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔ میرا مرحوم بھائی اپنے سلسلہ کے لئے بہت غیرت رکھتا تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں وہ کسی کی پرواہ نہ کرنے والا تھا۔ میں نے اس کی غیرت کے اور بھی کئی مظاہرے دیکھے ہیں۔ لیکن طوالت مضمون ان کے بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں وہ ایک اختلاف کی بنا پر تعلیم الاسلام سے علیحدہ ہو گئے۔ ان کو یقین تھا۔ کہ اب ان کو باہر ہی کام کرنے پڑے گا۔ ان دنوں غیر مبایعین میں ابھی کچھ نہ کچھ زندگی باقی تھی۔ بھائی صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا کہ میں جب قادیان سے جاؤں گا۔ تو پہلا میرا کام یہ ہو گا۔ کہ غیر مبایعین کے عقائد کے خلاف ایک مضمون لکھوں گا۔ تا لوگ میری قادیان کی ملازمت سے علیحدگی کو خلافت اور حضرت خلیفہ ایدہ اللہ کے ساتھ تعلق کی کمی پر محمول نہ کریں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ سے محبت

انہوں نے بچپن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ اس وقت وہ اس قابل نہ تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد کو پوری طرح سمجھ سکتے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے وقت میں وہ عاقل و بالغ ہو چکے تھے۔ ان کو حضور رضی اللہ عنہ سے شدید محبت تھی۔ وہ ہر فرصت کا وقت حضور کی صحبت میں گذارتے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّل کو بھی اس محبت کا احساس تھا۔ جب میٹرک کا نتیجہ نکلا۔ تو آپ نے فرمایا کہ نواب الدین بھی پاس ہوا ہے یا نہیں۔ اور زبان سے فرمایا کہ اس بچہ کو ہم سے بہت محبت ہے۔ ان دنوں میں بھی جب وہ کالج میں پڑھتے تھے اور گرمی کی ساری چھٹیاں اور دیگر رخصتیں بھی یہیں گذارتے تھے۔ اور قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا درس ایک بہت بڑی institution تھی۔ اور جماعت احمدیہ اس بات پر بجا طور پر نازاں تھی۔ کہ ان کا امام اپنے وقت کا سب سے بڑا قرآن دان اور قرآن کا سب سے بڑا عاشق ہے برادر مرحوم نے ایک دن مجھے کہا کہ حضرت مولوی صاحب بہت بڑے عالم قرآن ہیں۔ لیکن مجھے زیادہ لطف میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کے درس میں آتا ہے۔

میں یہ بات حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت خلیفہ ثانی میں مقابلہ کے طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ صرف اپنے مرحوم بھائی کے حالات زندگی کا بیان مقصود ہے

بھائی صاحب مرحوم شروع شروع میں جب کالج کی گرمی کی چھٹیوں پر قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ان کو اور میاں حاکم الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل شیخوپورہ کو ان دونوں کی درخواست پر قرآن پڑھانا منظور فرمایا تھا۔

اوپر کا فقرہ ان تاثرات کے نتیجہ میں بھائی صاحب نے مجھے کہا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے قرآن پڑھنے سے ان کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔

مرحوم پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نوازشات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو سلسلہ کے نوجوانوں سے خاص محبت ہے کہ وہ جماعت کی آئندہ بننے والی عمارت کی بنیاد ہیں۔ اب تو جماعت میں بے شمار بی۔ اے اور ایم۔ اے ہیں لیکن جن دنوں بھائی نواب الدین صاحب مرحوم نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا اس وقت جماعت میں بہت کم گریجوایٹ تھے سارا سال دینی تعلیم کی خاطر یہاں رہنے کی وجہ سے ان کی بی۔ اے کی تیاری اچھی نہ ہوئی تھی۔ اور ان کو قطعاً کوئی امید بی۔ اے میں پاس ہونے کی نہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کا وہ پہلا سال تھا۔ حضور آپ کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔ اور آپ کے امتحان کے نتیجہ کے متعلق رویا بھی دیکھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت وہ باوجود ظاہری قطعی مایوسی کے اسی سال بی اے میں کامیاب ہو گئے خدا کے پیاروں کو ہر انسان کے متعلق رویا نہیں ہوا کرتے ان کو اپنے دشمنوں یا خالص محبوں کے متعلق ہی بعض باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اور جو تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو میرے مرحوم بھائی کے ساتھ تھا۔ اس کی شہادت تو خود رب رحیم نے دی سنہ ۱۹۲۰ء میں بھائی صاحب مرحوم کسی وجہ سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ملازمت سے علیحدہ ہوئے۔ علیحدگی کے دوسرے یا تیسرے دن وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انجمن نے تو مجھے اپنی ملازمت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اگر حضور نے اور کوئی کام مجھ سے نہ لینا ہو۔ تو پھر میں باہر جا کر ملازمت تلاش کروں۔ حضور نے فرمایا مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے جذبات کا خیال رکھوں۔ اور پھر آپ کو نائب ناظر بیت المال مقرر فرمایا۔ اس امر کی تصدیق کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ بات میرے بھائی مرحوم سے کہی تھی۔ مجھے خود حضور سے ایک مرتبہ دورانِ گفتگو میں ہو گئی۔ اللہ اللہ! کیا ہی بابرکت وہ انسان تھا کہ جس کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ملازمت سے علیحدگی کی وجہ سے رنج محسوس کرنے پر رب العالمین اپنے پیارے خلیفہ کو ارشاد فرماتا ہے کہ نواب الدین کے جذبات کا خیال رکھیں۔

یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ یہ کوئی اتفاقی امر نہ تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین نے ۲۰ فروری کو میرے بھائی کا جنازہ قصر خلافت میں پڑھایا۔ یہ سلسلہ کی تاریخ میں اپنی قسم کا پہلا واقعہ تھا۔ میں قادیان میں ۲۸-۲۹ سال سے رہتا ہوں۔ میں نے حضرت خلیفہ اوّل رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے پیچھے سینکڑوں جنازے پڑھے ہیں۔ اور کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ مرنے والا پرانا احمدی ہے۔ مخلص ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی باوجود خواہش کے بیماری کی وجہ سے جنازے پر تشریف نہیں لا سکے۔ کئی سال ہوئے مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی فوت ہوئے۔ حضرت خلیفۃ الثانی اس دن بیمار تھے۔ حضور چاہتے تھے کہ جنازہ میں خود پڑھاؤں۔ صبح سے عصر تک جنازہ کا اس امید پر التوا ہوتا گیا۔ کہ ابھی کچھ افاقہ ہوتا ہے۔ اور حضور خود جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ لیکن آخر کار تشریف نہ لا سکے۔

۲۰ فروری کو حضور کچھ کم بیمار نہ تھے۔ جو دوست میرے بھائی کے جنازہ کے وقت قصر خلافت میں حاضر تھے۔ اور انہوں نے حضور کو سیڑھیوں سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔ ان کو معلوم ہے کہ حضور بہت بیمار تھے حضور کے پاؤں میں اس قدر درد تھا کہ ایک قدم بھی اٹھا نہ سکتے تھے۔ اور دو آدمیوں کے سہارے سے آپ چلتے تھے۔ اور سہارا لے کر ہی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسی شدید بیماری میں قصر خلافت میں جنازہ پڑھانا گو ایک غیر معمولی امر تھا مگر اتفاقی امر نہ تھا۔ میرے آقا کو معلوم تھا کہ مرنے والا وہ انسان ہے جس کے جذبات کا خیال رکھنے کے لئے خود رب العالمین نے ایک دفعہ حضور کو حکم دیا تھا حضور کو خیال آگیا کہ اگر میں نے نواب الدین کا جنازہ نہ پڑھایا۔ تو کہیں پھر اس کے جذبات مجروح نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ہمارے امام پر اور حق تعالےٰ ان کی عمر اور صحت میں بہت بہت برکت دے۔ جو احسان حضور نے ایسے غیر معمولی حالات میں میرے مرحوم بھائی کا جنازہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

الحکم کے قیام وبقا کے لئے

از چوہدری محمد علی خانصاحب اشرف پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور

میں مضمون نگار نہیں ہوں نہ مضمون نویسی سے اب مجھے مس ہے۔ کبھی تھا بھی تو اب نہیں۔ میرے احباب مجھے نامہ نگار یا شاعر وغیرہ کا نام دیں تو دیتے پھریں۔ مگر یہاں من آنم کہ من دانم والا معاملہ ہے۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے آمدم بر سرِ مطلب۔ اخبار الحکم بہ جلد جدید ۱ کے اشتو میں جو مضمون عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے الحکم کے متعلق حوالہ قلم کیا ہے اس کے ساتھ پورا پورا اتفاق کرتا ہوا میں بھی کچھ برادران ملت کی خدمت میں عرض کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ و ہو ہٰذا۔

جو آغاز سلسلہ عالیہ کے وقت کے احمدی ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ جو مابعد کے ہیں وہ الحکم کے گذشتہ فائلز کا مطالعہ کر کے یقین کر سکتے ہیں۔ کہ الحکم نے وہ کام کیا ہے کہ انسان تو کیا انسان کے بڑے بابا بھی اگر ایک نظر دیکھ لیں تو بے ساختہ زبان سے آفرین وشاباش جزاک اللہ۔ مرحبا۔ الحکم زندہ باد! یعقوب علی زندہ باد!! خاندانِ عرفانی زندہ باد!!!

ع اِیں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ کا نعرہ بلند ہو۔ جس کے ساتھ ہی ہماتما سب کو یک زبان ہو کر نعرۂ تکبیر کے شور سے آسمان سر پہ اٹھانا پڑے گا۔ اس حقیقت واضح کو کوئی جانے یا نہ جانے مگر ہم سچ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ الحکم نے اپنے فرائض کو حسب توفیق پوری طرح نباہا ہے۔ اور اپنی بساط کے مطابق سلسلہ عالیہ کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ گو اس پہ گوناگوں مصائب ومشکلات کے حوصلہ شکن ومایوس کن بار بار دور آئے۔ اور جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ بارہا فاقہ مستی تک نوبت پہنچی۔ مگر واہ رے مرد خدا! تیری عالی حوصلگی پر۔ تُو گھونٹ کر کے پی گیا اُف تک نہ کی۔ جب بھی تجھے دیکھا شاش وبشاش۔ لب پہ کسی قسم کا شکوہ وشکایت مطلقاً ندارد۔ میرے دوستو! ایسا کام وہی کر سکتا ہے جو فنا فی اللہ ہو۔ جو عاشق جانباز ہو۔ جو صدیقی شان رکھتا ہو۔ جو عسر یسر کے الفاظ سے بے خبر ہو کر حق الیقین کی منزل طے کئے ہوئے ہو۔ جس پہ مرزا غالب کا یہ شعر صادق آتا ہو ؎

جان دی۔ دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور ہاں ہاں جو عشق ہاں خونی عشق کی ساری منزلیں طے کر کے ایسی مضبوط چٹان پہ کھڑا ہو چکا ہو۔ جہاں چار سو باد ہو کا میدان ہو۔ جسے اپنے کام سے مطلب ہو اور جو دنیا جہان کے سارے جھگڑے جھانسوں سے فارغ البال ہو چکا ہو اور بس۔

مجھے الحکم کے متعلق اپنے زمانہ طالب العلمی ۱۹۰۳ء سے پوری واقفیت ہے۔ جب میں نے قادیان دارالامان پہنچ کر ہائی کلاسز کی تعلیم شروع کی الحکم اس وقت پہلے سے موجود تھا۔ اور اپنی پوری آن بان سے جاری تھا اخباری دنیا میں وہ خاص عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ اخبار نہ تھا بلکہ آئینہ احمدیت تھا۔ جس میں عکسِ رُخِ محمدی خاص شان سے نظر آ رہا تھا۔ اخبار بین اصحاب اخبار کو ہر طرح کی دنیاوی نیرنگیوں اور رنگینیوں سے مزین اور لطائف وظرائف کے مضامین سے لبریز اور چٹکلے دار مضامین سے بھرپور۔ چٹ پٹے مرچ مصالحہ دار عشقیہ اور ناولانہ حکایات و روایات میں لپٹا ہوا پا کر اس پر چیلوں کی طرح گرتے۔ ہاتھوں ہاتھ اُسے خریدتے اور اُسے اپنے قیمتی اوقات کو بھی ضائع کر کے۔ اور شوق سے اپنی میٹھی نیند بالائے طاق رکھ کر۔ اور اپنے عزیز ترین بیوی بچوں کو دفعہ دُور کہہ کہہ کر سردی گرمی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مزے لے لے کر پڑھتے اور سر دھنتے ہیں۔ مگر اگر نہیں پڑھتے اور ایک نظر بھی دیکھنا نہیں پسند کرتے تو مذہبی اخبار کو۔ خواہ ان کا کوئی اپنا ہی مذہبی اخبار یا دھارمک پتر ہو۔ مگر واہ رے مولا تیری شان تو نے یعقوب علی ہاں حضرت یعقوب جو فی الواقع یعقوبی شان رکھتا ہے۔ اس کے پُر تاثیر ہاتھوں۔ غلط کہا۔ بلکہ ایک دھنی ہاتھ کے جادو بھرے قلم سے وہ وہ لچھے دار ملائی والے خالص مذہبی واسلامی اور پھر احمدیت کے متعلق دلفریب ودلکش چاشنی دار مضامین سپردِ اوراقِ دیدہ زیب الحکم کراتا ہے۔ اور اس احمدیت کے متعلق جس کو اس وقت کی جاہل دنیا نہیں بلکہ غلطی خوردہ دنیا محض اپنی نادانی سے یا اپنے اکابرِ جاہلیت کی پُر تند وتیز تقاریر سے متاثر ہو کر اور متعصبانہ نظر سے ایک نظر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔ اور وہ احمدیت جس کے متعلق کلہم مذاہب جس میں اس وقت کی اسلامک دنیا بھی شامل ہے۔ فتاویٰ جاری کر چکے ہیں۔ کہ احمدیوں سے لین دین۔ بات چیت۔ رشتہ ناطہ غرضیکہ دنیا سے دین سے ہر قسم کا متعلقہ امر مطلقاً بند۔ اُنسے ٹوٹلی بائیکاٹ احمدیوں کے رسائل واخبار تو یکطرف ان کی شکلیں دیکھنا حرام۔ ان کا صفحۂ دنیا سے حرفِ غلط کی طرح میٹ دینا کارِ ثواب۔ بے دینوں۔ ملعونوں اور کافر کتوں کے اسوۂ مذمومہ کو کام میں لا کر ان کی بیویوں کو ان کے مالوں کو زبردستی اٹھا کر لے جانے۔ ان کی دن دہاڑے فصلیں اکھاڑنے اور جلا دینے کو اعلیٰ درجہ کا جہاد اکبر یقین کیا جاتا ہے۔ اور ہاں اس وقت کی وہ احمدیت جس کے ظہور کے وقت میں ظہر الفساد فی البر والبحر کا مکمل نقشہ ہر شخص کی آنکھ کے سامنے آویزاں ہو کر رفتار زمانہ کو جلی حروف میں خوب ظاہر کر رہا ہے اور ہر خاص وعام کا انعام صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا سبق رٹ رہے ہیں۔ اور زمین وآسمان اپنے اپنے حصے کے ہر طرح کے نشان دکھلا کر اور ان عقل کے اندھوں کو تازیانے پہ تازیانہ لگا کر اور ڈنکے کی چوٹ سمجھا بجھا کر خواب غفلت سے جگا کر جاء المسیح جاء المسیح کی منادی کر رہے ہیں۔ مگر غافل دنیا آہ بدمستِ خوابِ دنیا ؎

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے۔

کا پُر ہیبت وبھیانک منظر پیش کر رہی ہے۔ اور خدا کا اکیلا تن تنہا بے خوف وبے ہراس کسی کی دھمکیوں کی رائی بھر پرواہ نہ کرتا ہوا ببانگِ بلند اپنا اعلان شائع کر رہا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

اور بآواز بلند کہہ رہا ہے ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا۔

نااہل اور غفلت شعار ملاؔ نے شعلہ خوار مکار وحیلہ ساز کے فتویٰ کفر کی بوچھاڑ دیکھ کر ببانگ دہل اعلان ہوتا ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مُوتُوا قبل ان تموتوا کی شان سے اور ہاں ؎

دشمنو! ہم مر رہے ہیں اُس کی راہ میں سرگرمی
کیا کرو گے تم ہماری موت کا اب انتظار

اور بار بار اعلان کرنے کے باوجود کہ یاتیک من کل فج عمیق بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ دنیا کے کناروں تک تیرا نام پہنچا دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر بار بار خدائی جلووں کی کرشمہ سازیاں دیکھتے ہوئے اس وقت کی لاپرواہ دنیا وہی مجذوبوں کی سی بڑ ہانکے جا رہی ہے۔ پکڑ لو۔ پھانس لو۔ جانے نہ پائے۔ دیکھتے کیا ہو مار دو۔ قادیانی ہو کر بے دین ہو گیا ہے۔ دجال ہے۔ فریبی ہے دوکاندار ہے۔ جھوٹا ہے کاذب ہے۔ گمراہ ہے۔ دنیا کا گمراہ کنندہ ہے۔ اس کو اس کے پیروؤں کو مار دینے سے جنت ملتی ہے۔ اتنی نمازوں کا ثواب ہاتھ آتا ہے۔ ان کو مار کر غازی بنو گے یا شہید ہی مرتبہ پاؤ گے۔ غرضیکہ اپنا تھا یا بیگانہ۔ جو بھی تھا اس وقت کی احمدیت کا ہر ایک جانی جابر دشمن۔ مگر باوجود ان بادِ مخالف کے پُر از سموم وتند جھونکوں کے الحکم تھا۔ (یا اللہ رہا جو بعدہ اپنی ہستی نشان دکھاکر

بدوہ الفضل کی شاندار صورت میں نمودار ہوا) یہی الحکم جو اس وقت کی متنفر دنیا کو اپنے خالص دلفریب مذہبی مضامین سے اپنا عاشق زار بناکر احمدیت کا شیدا و والہ بنا رہا۔ اور اسی وحشی دنیا کو حیوانوں سے انسان۔ اور پھر انسان کو باخدا انسان کا مرتبہ دے کر مسیح الوقت و ہادیٔ دوران کے در دولت پر جھکا کر وآخرین منہم لما یلحقوبہم کی صف میں بٹھلا رہا تھا۔ الحکم نے وہ وہ کارہائے نمایاں کئے۔ اور اجڑی بستی کو بسا دینے والے وہ وہ سامان پیدا کئے جو جب تک کہ دنیا باقی ہے اس کے ساتھ ہی باقی رہیں گے گمراہ اس سے ہدایت پائیں گے۔ پیاسے اسی آبحیات سے اپنی پیاس بجھائیں گے۔ اور مردہ دل جلائے جائیں گے۔ کیوں ایسا ہوگا؟ سنو! اور گوش ہوش سے سنو قصہ تو ختم کرنے والا نہیں مگر میں اسے مختصر کرتا ہوں تاکہ اکتا نہ جاؤ۔ ذرا کی ذرا اپنے وقت کی قربانی کرتے ہوئے کان دھر کر سنو!۔ اور اس کے ربانی خطاب کو زریں حروف میں تاقیامت باقی ...... رہنے والا پاکر میری طرح ہی الحکم کے جانثار و وفادار نہ بن جاؤ تو پھر کہنا۔

میں نہیں کہتا۔ میں کیا ہوں۔ کچھ نہیں۔ الحکم نہیں کہتا اسے بھی چھوڑ دو۔ الحکم کے سابقہ قارئین کرام زندہ ہوں یا جنت نصیب۔ ان کی مانو نہ مانو پر وہ کہتا ہے۔ جس پر اس وقت کی احمدی دنیا مرتی ہے۔ جس پر اس وقت کی احمدی دنیا اپنا تن۔ من اور دھن اور اپنی ہر ایک عزیز ترین شے کو بلا تامل صدق دل سے نچھاور کرکے ایک دم کے لئے افسوس تو کیا ہزار درجہ فخر سمجھ کر جنت کا ہاتھ آنا۔ جنت کا ہاتھ آنا تو درکنار اپنے مولیٰ کی رضا۔ اس کی خوشنودی اور عین پروردگار حقیقی کا منشائے مبارک یقین کرکے اپنے پیدا ہونے کی اصل غرض و غایت اور ماخلقت الجن والانس کا اصل مفہوم ہدایا پاکر پھولے نہ سماتی۔ وہ کون؟ وہ وہی جس نے دنیا ومافیہا پیدا کرکے اپنی ہستی کا ثبوت دیا۔ اور دنیا کی ہدایت کے سامان پیدا کئے۔ جن پر عمل پیرا ہوکر دنیا اپنے پیدا ہونے کا راز سمجھتے ہوئے فنافی اللہ ہوکر اس کا تقرب حاصل کرتی ہے۔ آخر کون؟ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ خالق ارض و سماء ومافیہا۔ ابھی سمجھے یا نہیں؟ یا اور تشریح کردوں ہاں تو پھر اس نے کیا کہا؟ اس نے وہی کہا جو اس کے نبی نے۔ اس کے رسول نے۔ اس کے مسیح الزمان نے اس کے مہدیٔ دوران نے کہا کہ "الحکم میرا ایک بازو ہے" تو حضرت باریتعالےٰ نے کہا۔ اقتدۂ اس کے مسیح الزمانؑ نے کہا۔ اس کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ نے کہا۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے کہا۔ الغرض جو خدا نے کہا وہ سب نے کہا۔ وہی الحکم نے کہا۔ وہی پھر اس بندہ ناچیز خاکسار ثم اشرف نے کہا۔ کہ الحکم خدا کا بازو ہے جب خدا کے مسیح کا بازو ہے تو وہ پھر خدا کا بازو ہے۔ سنا نہیں کہ عکس یا ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا اور پھر یہ بھی سنا ہوگا۔ کہ نبی خدا کے بلائے بولتا ہے اور پڑھا نہیں۔ نبی خدا کے ترجمان ہوتے ہیں۔ پہلے خدا بولا تو مسیح بولا۔ ورنہ وہ کس طرح بول سکتا۔ الحکم بہر حال خدا کا یا خدا کے مسیح کا بازو ہے۔ اس بازو کو پکڑ لو۔ تا بازو والا تمہیں منزل مقصود تک پہونچائے۔ جہاں دنیا جہان کی تمام راحتیں جمع ہیں۔ راحت و آرام کے سب سامان موجود ہیں کل نفس ذائقۃ الموت۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوگی۔ اسے حاصل کرکے راحت حاصل کرو۔

پس اس بقاء کو حاصل کرنے کے لئے الحکم کے ساتھ ہوکر قلمی۔ دامی و درمی حسب توفیق خدمت کرکے خدا کو خدا کے مسیح کو۔ اس کے خلفاء کو خوش کرکے جس طرح بھی ہو سکے بقا حاصل کرلو۔ بس زیادہ نہیں کہونگا اچھا رخصت

جاؤ سدھارو میری جاں۔ تم پہ خدا کی ہو اماں
زندہ رہے ملیں گے پھر خالق نے گر ملا دیا

ریزرو فنڈ پچیس ۲۵ لاکھ کے متعلق اعلان

گذشتہ مجلس مشاورت منعقدہ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ انجمنیں اپنے ذمہ کچھ رقم مقرر کرلیں۔ کہ وہ اسقدر رقم ریزرو فنڈ میں جمع کرانیکی کوشش کرینگی جس کی تعمیل میں میری تحریک مطبوعہ الفضل ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء میں احباب سے وعدے طلب کئے گئے تھے۔ مگر اسکے جواب میں بہت کم جماعتوں نے وعدے بھیجے ہیں۔ اور اکثر جماعتوں نے اسطرف توجہ نہیں کی۔

اس لئے بذریعہ اعلان کارکنان جماعت ہائے احمدیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ احباب جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد رقم مقرر کرکے نظارت ہذا کو مطلع کریں کہ وہ اسقدر رقم ریزرو فنڈ میں جمع کرانیکی کوشش کریں گے۔

بعض احباب نے رقمیں وصول کرکے بھیجی ہیں۔ اور آئندہ بھی وصولی کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر انہوں نے نظارت بیت المال کو مطلع نہیں کیا کہ ہم اسقدر رقم جمع کرنیکی کوشش کرینگے۔ وہ بھی مطلع فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں میں برکت ڈالے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نظارت بیت المال کی طرف سے چند سوالات

ا۔ کیا آپ نے "الفضل" مجریہ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء میں تحریک بعنوان "مالی مشکلات کے حل کے لئے نئی تجاویز" کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اسکی تعمیل میں ا۔ تحریک قرضہ ایک لاکھ میں حصہ لیا ہے؟ ب۔ اپنا کوئی روپیہ جو خاص اغراض مثلاً تعمیر مکان یا بیاہ شادی یا تعلیم بچگان کیلئے جمع ہو بطور امانت ذاتی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کردیا ہے؟ ج۔ اپنے حصہ آمد یا چندہ عام میں اضافہ کیا ہے؟ د (موصیوں کے لئے) اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کرنیکی کوشش کی ہے؟

ہ۔ کیا ریزرو فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کا عزم کرکے جو رقم وصول کرنیکی آپ امید رکھتے ہیں۔ اس سے نظارت بیت المال کو مطلع کیا ہے؟

نوٹ (۱) تحریک قرضہ میں ایک سو اور اس سے اوپر سینکڑوں میں رقمیں قبول کی جاتی ہیں (۲) حصہ آمد اور چندہ عام کے اضافہ کی اطلاع دیتے وقت یہ ضرور تحریر فرمائیں کہ یہ اضافہ کس تاریخ سے ہے۔ اور اسکی وجہ سے کس قدر اضافہ آپکے چندہ ماہوار میں ہوگا؟

ناظر بیت المال قادیان

(بقیہ مضمون صفحہ ۸)

پڑھا کہ ہمارے سارے خاندان پر کیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہماری گردنیں نہایت عمیق جذبات تشکر و امتنان کے ساتھ حضور کے سامنے ہمیشہ جھکی رہیں گی۔ حضور نے جہاں ہم پر احسان کیا ہے وہاں اپنے فعل سے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ حضور کو اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ کیسی محبت ہے۔

بھائی صاحب مرحوم ایک عالم اور باخبر احمدی اور ایک نہایت ہی باوقار دیانت دار خوش مذاق باحیا اور راست باز انسان تھے۔ جس بات کو وہ حق سمجھتے تھے اس کو کسی صورت میں چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ اور اس پر قائم رہتے ہوئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ ساری باتیں ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتیں ورنہ میں بتاتا کہ کس طرح انہوں نے کئی بار اس بات پر قائم رہتے ہوئے جس کو وہ درست سمجھتے تھے اپنے سارے کو خطرہ میں ڈال لیا۔ حق بات کے کہنے سے وہ کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ یہی ان کا نڈرپن تھا کہ سکول کے دفتر میں بیٹھے ہوئے انسپکٹر آف سکولز کو جس کے ہاتھ میں ان کی ساری محکمانہ زندگی تھی نہایت جرأت سے کہہ دیا کہ مذہب کی آپ الف بے بھی نہیں جانتے اور ہم اس میدان کے شاہسوار ہیں۔

غرضیکہ میرے مرحوم بھائی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ بظاہر ان کی موت بے وقت ہوئی۔ مگر کیسی خوش قسمت وہ موت تھی کہ خدا کے خلیفہ نے بہت سے خدا کے نیک بندوں کے ساتھ تکلیف اٹھا کر ان کا جنازہ پڑھا اور مرحوم بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے قطعہ میں مدفون ہوئے۔ اور ابھی ان کی وفات پر چند ہی گھنٹے گذرے تھے کہ ان کے ایک عزیز نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہایت خوشنما عالیشان مکان میں ایک خوبصورت پلنگ پر بیٹھے قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں اس کی تربت پر۔

خاکسار ملک غلام فرید

بقیہ مضمون صفحہ ۴

دوڑتے ہوئے کتے کے منہ میں رومال پکڑے ہوئے دیکھا اس نے کہا وہ کتا منہ میں رومال پکڑے دوڑا جا رہا ہے میں اس کتے کی طرف بھاگنے لگا کہ تا رومال تو لے آؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میاں اسمٰعیل جانے دو۔ اسے اطمینان سے کھانے دو۔ میں نے عرض کی حضور رومال لے آؤں دھو لیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نہیں رومال کو بھی جانے دو۔

شرح دُرّثمین فارسی

از جناب قریشی محمد صادق صاحب شبنمؔ بی اے سرحدی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آں رحیم و رحمِ حق را آیتے
آں کریم و جودِ حق را مظہرے

وہ رحیم ہے۔ اور حق تعالیٰ کے رحم کا نشان ہے۔ وہ کریم ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کا مظہر۔

رحیم اور کریم چونکہ اصل میں خداوند تعالیٰ کی صفات ہیں اور انسان جزوی یا ظلی طور پر ان صفات کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس لئے تاکہ نعت حد اعتدال سے تجاوز کر کے شرک کی حد تک نہ پہنچے حضرت اقدس نے نہایت حکیمانہ طور پر ان الفاظ کو سردار دو جہان کی تعریف میں استعمال فرمایا یعنی آپ رحیم ہیں۔ لیکن اس قسم کے کہ آپ کی ذات سے خدا کی اس صفت کا نشان ملتا ہے چنانچہ خود اللہ جل شانہٗ نے آپ کو ان معنوں میں رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہے۔ اسی طرح آپ کریم ہیں۔ لیکن اس طرح کہ آپ کی ذات سے خدا کی صفت کریمی کا پتہ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ جیسے رحیم اور کریم کو مبعوث فرما کر اپنی رحیمیت اور کریمیت کا ثبوت دیا۔ اہل معرفت کا عشق چونکہ صادق ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے کلام میں بناوٹ یا تکلف نہیں ہوتا لیکن جو تعریف بناوٹ اور تکلف سے کی جاوے اس میں انسان حقیقت سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اصلی تعریف وہ ہوتی ہے جس میں افراط تفریط نہ ہو۔ غلو کرنے میں شرک کا احتمال ہوتا ہے۔ مثلاً اقبال "جاوید نامہ" میں "عبدہٗ" (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف کرتے کرتے کہتا ہے

کہ ع فاش تر خواہی بگو ھو عبدہٗ

یعنی اگر تو صاف الفاظ میں پوچھنا چاہتا ہے کہ عبدہٗ کا مقام کیا ہے تو تو سن لو کہ عبدہٗ خدا ہی ہے۔ نعوذ باللہ

آں رخِ فرخ کہ یک دیدار او
زشت رو را میکند خوش منظرے

وہ مبارک چہرہ کہ جس کو اگر بدصورت بھی ایک دفعہ دیکھے تو اس کی برکت سے خوبصورت ہو جائے۔

علم قیافہ کے جاننے والے جانتے ہیں کہ باطنی اوصاف کا اثر انسان کے ظاہری خط و خال پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض ماہرین کسی انسان کے چہرے کو دیکھتے ہی اس کے اخلاق کو جان لیتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھ کر ایک امریکن لیڈی نے کہہ دیا تھا کہ اس شخص کی شکل بنی اسرائیل کے انبیاء کی شکلوں سے ملتی جلتی ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی ظاہری صورت سے بھی آپؐ کی صداقت ٹپکتی تھی۔ اور علم قیافہ کے جاننے والے جب آپ کو دیکھتے تو ان کا شک اور گمان نورِ یقین سے تبدیل ہو جاتا۔ اور اس طرح وہ گویا بدصورت سے خوبصورت و خوش سیرت ہو جاتے۔

آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است
صد درونِ تیرہ را چوں اخترے

وہ روشن دل کہ جس نے صدہا تاریک دلوں کو ستارہ کی طرح روشن کر دیا ہے۔

یعنی سینکڑوں لوگوں نے آپ سے باطنی فیوض کا استفادہ کیا۔ ستارے اپنی مستعار روشنی سے اہل زمین کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور مسافروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی طرح اس امت میں سینکڑوں اولیاء غوث اور قطب ہوئے۔ جو آنحضرتؐ کے باطنی فیوض سے حصہ پا کر امت کے افراد کی رہنمائی کرتے رہے۔ ستارے تو کیا اس زمانہ کا تو ایک ماہ کامل بھی آپ کے فیض سے کامل طور پر مستفید ہو کر دنیا کا راہبر بنا ہے۔

اگر کوئی پوچھے کہ خورشید ملت؟ محمدؐ محمدؐ بتائے چلا جا
اگر کوئی پوچھے کہ مہتاب ملت؟ مسیحا مسیحا سنائے چلا جا
(شارح)

آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او
رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے

وہ مبارک قدم کہ جس کا وجود جہان کو پالنے والی ذات کیطرف سے رحمت بن کر آیا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ اس لئے جہان کی ہدایت کے لئے اس نے آنحضرتؐ کو رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کو رحمۃ اللعالمین کا خطاب دیا۔

احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے

وہ سردار جس کی خوبیاں گذشتہ اشعار میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ احمدؐ آخر زمان ہے۔ جس کے نور سے لوگوں کے دل سورج سے بڑھ کر روشن ہوئے۔

اس نظم کے پہلے شعر میں لفظ "سرورے" آیا ہے جس کے معنے ہیں "وہ سردار"۔ "وہ" چونکہ اشارہ ہے اس لئے "احمد آخر زماں" اس کا مشار الیہ ہوا۔ ان دو شعروں کے درمیان جتنے اشعار ہیں وہ "احمد آخر زماں" کی تعریف و توصیف کے طور پر ہیں۔ گویا پہلے شعر سے لے کر اس شعر تک ایک قطعہ ہے جس کے معنے مجمل طور پر یہ ہیں۔ کہ میرے دل میں اس سردار کی ثنا جوش مار رہی ہے۔ جس میں اس قدر خوبیاں ہیں اور آپ کا نام احمد آخر زمان ہے۔ احمد کے معنے ہیں بہت سراہنے والا۔

گویا ان اشعار میں جو خوبیاں آپ کی بیان ہوئی ہیں۔ انکی علت غائی آپ کا نام احمد ہے۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کو سراہنے والے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو اہل دنیا پر ظاہر فرماتے تھے۔ لہٰذا آپ کی طرف یہ خوبیاں منسوب کی گئیں۔ آپ واسطہ تھے خالق اور مخلوق کے درمیان۔ آپؐ احمدؐ ہونے کی نسبت سے خدا کے مظہر تھے۔ اس لئے آپ کا نام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے قاب قوسین بھی رکھا جس کی تفسیر حضرت اقدس نے تحفہ گولڑویہ میں بیان فرمائی ہے اور جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ خالق اور مخلوق کے درمیان ہدایت کا واسطہ تھے۔

اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ثنا کے لائق وہی ہو سکتا ہے جو خدا کی حمد کرے۔

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے
(مسیح موعودؑ)

از بنی آدم فزوں تر در جمال
وز لآلی پاکتر در گوہرے

جملہ خوبیوں میں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور جوہر میں موتی سے بھی زیادہ غلّ و غش سے پاک ہیں۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اپنی خوبیوں کی وجہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں خوبیاں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اسی طرح اصیل موتی جوہر کے لحاظ سے عیوب سے پاک ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موتی سے بھی بڑھ کر ملاوٹ اور کھوٹ سے پاک ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی چالیس سالہ پاک زندگی کافروں کے سامنے آپ کی صداقت کے لئے بطور دلیل پیش فرمائی ہے۔

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ
در دلش پُر از معارف کوثرے

اس کے ہونٹوں پر حکمت کا چشمہ جاری ہے۔ اور اس کے دل میں معارف کا کوثر ہے۔ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔ اور چشمہ اندرون زمین کے پانی کو ظاہر کرنیوالا۔ اس لئے مشابہت بے نظیر ہے۔

آنحضرتؐ کی بتائی ہوئی حکمتوں کے سامنے آج یورپ جیسے دہریت پسند ملک نے بھی سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ یورپ عقیدتاً نہیں بلکہ مجبوراً اسلام کے اصولوں سے فائدہ اٹھانیکی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ زمانۂ جدید کے سب سے بڑے مفکر برنارڈ شا نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ آج اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہوتے تو دنیا کے موجودہ پیچیدہ معاملات کو سلجھا دیتے۔ اس شخص میں اتنی طاقت تھی کہ وہ تمام دنیا کے ڈکٹیٹر بننے کے قابل تھے۔

(باقی آئندہ)

وصایا

نمبر ۴۶۸۲

منکہ حاجی اللہ بخش ولد وھاوا قوم درزی پیشہ زمینداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن گگوے ڈاکخانہ چندر کے جٹاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے نو گھماؤں اراضی ملکیت خود واقع رقبہ چندر کے گگوے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ جس کی قیمت موجودہ کے لحاظ سے مبلغ اٹھارہ صد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ منقولہ جائیداد مبلغ پانچ ہزار چھیاسی روپے کی ہے۔ جو بعض دوستوں کے پاس بطور قرضہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر میں اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ادا شدہ سمجھا جائے گا۔ میرا گذارہ اس مذکورہ بالا جائیداد پر ہے۔ اگر میری وفات پر اس موجودہ جائیداد کے علاوہ اور جائیداد ثابت ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ المرقوم ۳۰ ۱۲/۳۵۔

العبد حاجی اللہ بخش بقلم خود۔

گواہ شد۔ روشن دین ولد مطیع اللہ کمہار مہاجر محلہ دارالرحمت قادیان۔

گواہ شد۔ چوہدری غلام محمد امیر جماعت احمدیہ پوہلا مہاراں بقلم خود۔

نوٹ: مندرجہ الصدر کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو حصہ وصیت یا جزو وصیت

خلافت نمبر کی تاریخ اشاعت میں التوا

میں اپنے احباب کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ خلافت نمبر بجائے ۱۴ مارچ کے اب ۲۸ مئی ۳۷ء کو شائع ہو گا۔ اس التواء کی حسب ذیل وجوہات ہیں:-

۱۔ کاغذ کی از حد گرانی سے اخراجات میں معقول اضافہ کا ہو جانا

۲۔ جس قدر اس کی اشاعت کے لئے پراپیگنڈا کی ضرورت تھی اس قدر پراپیگنڈہ کا نہ ہو سکنا۔

۳۔ میری بیماری اور علالت کا ان دنوں پھر بڑھ جانا۔

اس لئے

اس اعلان کے ذریعہ اپنے احباب کو مطلع کرتا ہوں کہ اب وہ اس نمبر کے لئے ۲۸ مئی ۳۷ء کے منتظر رہیں والسلام

شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

تخت و تاج کے مقابلہ میں محبت کی عظیم الشان فتح شہنشاہ ملک معظم کی بے مثال قربانی سے ہر انسان کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ صوفی اینڈ کو رجسٹرڈ راولپنڈی کا ایثار۔

جوہر وسمہ مہندی کی تقسیم مفت

شہنشاہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم نے عشق و محبت کی قربان گاہ پر اپنا تخت و تاج نثار کر کے انگلستان کی تاریخ میں ایک سنہری نظیر پیدا کر دی ہے۔ جو انگلستان کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی۔ مگر ہندوستان کے خود غرض لیڈر لیجسلیٹو اسمبلی کی کرسی کو قوم و وطن کی خاطر کسی حالت میں بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے قومی مفاد کو قربان کر رہے ہیں۔

صوفی اینڈ کو (رجسٹرڈ) راولپنڈی نے شہنشاہ ملک معظم کی قابل قدر قربانی سے متاثر ہو کر ایک ماہ کے لئے جوہر وسمہ مہندی ایک روپیہ والی شیشی کی قیمت آٹھ آنہ کر دی ہے۔ اور ایک روپیہ والی شیشی کو دوگنا کر کے اس کی قیمت ایک روپیہ کر دی ہے۔ اس موجودہ قیمت سے مراد صرف دفاتر کے اخراجات۔ ملازموں کی تنخواہیں۔ اور اشتہار پیکنگ وغیرہ کا خرچ پورا کرنا مقصود ہے۔ اصل مال مفت پیش کیا جاتا ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

جنرل منیجر۔ صوفی اینڈ کو (رجسٹرڈ) نیا گنج راجہ بازار راولپنڈی شہر

(برانچ آفس متصل ڈبی بازار لاہور)

امتحان انٹرنس ۱۹۳۷ء پنجاب یونیورسٹی سے متعلق

جم گیس پیپرز

مرتبہ

بورڈ آف ٹیچرز

جنرل نالج انگلش میتھمیٹکس

انہیں جو امیدوار صحیح حل کرے گا۔ وہ یقیناً کامیاب ہو گا۔ کیونکہ ان میں سے ۱۳۵ نمبر کے سوالات امتحان میں آ رہے ہیں۔

صداقت کا ثبوت] گذشتہ چار سال سے ہم جم گیس پیپرز شائع کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے متواتر گارنٹی کے مطابق سوالات آتے رہے ہیں یہانتک کہ ایک مرتبہ ان میں بھی انہی میں سے آ چکا ہے لہذا ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ اگر اس سال امتحان میں ۱۳۵ نمبر کے سوالات جم گیس پیپرز میں سے نہ آئے تو خریدار قیمت واپس لے سکتا ہے قیمت پیشگی آنے پر محصولڈاک معاف قیمت ۱۰/ نوٹ: امسال ۱۲ فروری ۱۹۳۷ء سے پیشتر آرڈر کرنے میں راز پنہاں ہے سلیبس ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء

ملنے کا پتہ: سٹوڈنٹس اون بکڈپو موہن لال روڈ لاہور

اخبار ہذا کا حوالہ ضرور دیں

اخبار ہذا کا حوالہ ضرور دیں

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع حکیم تاب منزل قادیان سے شائع ہوا